۹۔ گرم شال

صالحہ عابد حسین

7USLM1

پہلی بات : اس دنیا میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو اپنی راحت اور آرام ہی کو اہم سمجھتے ہیں اور جب انھیں کچھ ایسی چیزیں مل جائیں جن پر وہ فخر کر سکیں تو دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ مگر اچھے انسان وہ ہیں جو دوسروں کے لیے راحت اور آرام کا سامان مہیا کرنے کے لیے قربانیاں دیتے ہیں، خواہ انھیں تکلیفیں کیوں نہ سہنی پڑے۔ سبق 'گرم شال' میں ایسی ہی ایک مثالی معلّمہ کی تصویر پیش کی گئی ہے۔

جان پہچان : صالحہ عابد حسین ۱۸/ اگست ۱۹۱۳ء کو پانی پت میں پیدا ہوئیں۔ پنجاب یونیورسٹی سے انھوں نے ادیب فاضل اور میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ صالحہ عابد حسین نے جس گھرانے میں آنکھ کھولی وہ علم و ادب کا گہوارا تھا۔ وہ مولانا الطاف حسین حالی کی پوتی تھیں۔ ان کے بھائی خواجہ غلام السیدین مشہور ماہرِ تعلیم تھے۔ مشہور ادیب عابد حسین ان کے شوہر تھے۔ صالحہ عابد حسین نے پچاس سے زیادہ کتابیں لکھیں جن میں آٹھ ناول، مضامین اور کہانیوں کے مجموعے شامل ہیں۔ انھوں نے میر انیس کے مرثیے دو جلدوں میں مرتب کیے۔ 'عذرا، اپنی اپنی صلیبیں، ساتواں آنگن' (ناول)، 'سفر زندگی کے لیے، سوز و ساز' (سفرنامہ) ان کی مشہور کتابیں ہیں۔ ۸/ جنوری ۱۹۸۸ء کو وہ دہلی میں انتقال کر گئیں۔

''امّی کام تو میں نے سب ختم کرلیا۔ اب تیار ہوجاؤں جا کر؟'' نفیسہ نے چہک کر کہا۔ ''ہاں بچّی تجھے دیر نہ ہوجائے۔'' ماں نے آہستہ سے کہا۔ جب سے وہ بیمار پڑی تھی نفیسہ کی آواز میں یہ چہک نہ سنی تھی، چہرے پر یہ مسرت نہ دیکھی تھی۔ شکر ہے، اب اس کا بخار ٹوٹا تو بچّی کی فکر بھی دور ہوگئی اور گھر کے کاموں کا سارا بار جو اس پر آ پڑا تھا اس کا بوجھ بھی کم ہوگیا۔

نفیسہ نے ابھی پچھلے مہینے ہی تو بڑی مشکل سے ماں سے اجازت لے کر پڑوس کے اسکول میں کام شروع کیا تھا۔ یہ نیا قدم اُنھوں نے کتنی ہچکچاہٹ، کتنے تردّد کے بعد اُٹھایا۔ میر ضامن علی کی پڑپوتی ... جن کی سو گاؤں کی زمینداری تھی، نوکری کرے؟ وکیل صاحب کی لاڈلی، اکلوتی بیٹی روٹی کھانے کے لیے دوسروں کی چاکری کرے؟ آج ان کے میاں زندہ ہوتے تو یہ دن دیکھنا نہ پڑتا۔ جوان لڑکا اگر بیوی کو لے کر الگ نہ ہوگیا ہوتا تو ... الٰہی تو نے اسی دن کے لیے مجھے زندہ رکھا تھا؟ یہ سب سوچ کر ان کا دل بھر آیا مگر انھوں نے بہت ضبط کیا۔ بیٹی کے سامنے وہ کبھی آنکھ سے آنسو نہیں نکالتی تھیں ... ''جا رہی ہو میری لال ... دیر نہ کرنا۔''

''نہیں امّی، بس چھٹّی ہوتے ہی بھاگتی ہوں میں تو۔'' نفیسہ جانے کو مڑی پھر رُک گئی۔ کھدّر کی قمیص اور لٹھّے کی شلوار پر اس نے ماں کی کئی سال پرانی شال لپیٹ رکھی تھی۔ ''کیسی لگ رہی ہوں امّی جی میں؟'' مسکرا کر اس نے کہا تو اس کی مسکراہٹ کی چھوٹ ماں کے لبوں پر بھی پڑ گئی ''ماشاء اللہ، ماشاء اللہ! ہزاروں میں ایک۔'' نفیسہ ہنسی ''ماں کی نظر!'' اور تیزی سے باہر چلی گئی۔

کوئی مدد کرنے نہ آیا۔ اعتراض کرنے کے لیے کنبے برادری والے موجود ہو گئے۔ وہ تو بھلا ہو رام چندر دادا کا جنھوں نے اسے کام دلایا۔ خود انھیں سمجھایا کہ محلے ہی میں اسکول ہے... پھر یہ تو غریب بچوں کے لیے کھولا گیا ہے۔ اپنی بھی مدد اور دوسروں کی بھی... کیسے ہمدرد اور شریف ہیں رام دادا... اور ایک یہ عزیز رشتے دار ہیں... وہ کس کس کے آگے رونا روئیں کہ جب اپنے ہاتھ پاؤں اور بینائی جواب دے رہی ہے اور جوان بیٹا نالائق نکل گیا تو کیا کریں؟ جس بیٹے کو انھوں نے ہزاروں دُکھ اُٹھا کر پالا، دن کو دن نہ سمجھا، رات کو رات نہ جانا، راتوں کو سوئٹر بنے، دنوں میں سلائیاں کیں، اچار اور چٹنیاں بنا کر بیچیں اور اسے بی۔اے، ایل۔ ایل۔ بی کرایا۔ باپ کا جانشین بنے گا میرا لاڈلا... اور اسی نے اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر، بیاہ رچا کر، اپنا گھر الگ بسا لیا۔ بیوی کو ساس نند کے پاس رہنا پسند نہیں... اپنا سونا کھوٹا، تو پرکھنے والے کا کیا دوش... الٰہی! میری بچی کی ہزاروں برس کی عمر ہو... وہ تو اب میرا بیٹا بھی ہے اور بیٹی بھی... کتنی خوش ہے اس سو روپے کی نوکری سے جیسے قارون کا خزانہ مل گیا ہو میری بچی کو...''

کچھ دن سے رضیہ بی دیکھ رہی تھیں کہ نفیسہ ادھر کچھ چپ چپ سی رہتی ہے یا آنکھوں کی وہ چمک، آواز کی وہ چہک جو شروع میں نظر آتی تھی، اب کم ہو گئی ہے اور وہ کسی سوچ میں، کچھ حسرت کے سے عالم میں رہتی ہے۔ پہلے ماں سمجھ نہ سکی کہ کیا بات ہے مگر پھر غور کرنے پر بات ان کی سمجھ میں آ گئی۔

شام کو نفیسہ آئی تو اس کی آنکھیں لال تھیں۔ ماں گھبرا گئیں۔ انھوں نے پوچھا، ''کیا ہوا بیٹی؟'' نفیسہ نے روہانسی آواز میں کہا، ''وہ امّی... وہ کنول اور شکیلہ ہے نا، انھوں نے آج میری شال اور سوئٹر پر فقرے کسے اور...''

''کیوں؟ تیری شال اور سوئٹر سے انھیں کیا مطلب؟''

''امّی وہ امیر ہیں نا، کئی کئی سو کی شالیں، ولایتی کوٹ اور سوئٹر پہن کر آتی ہیں۔ انھوں نے سارے اسکول کے اسٹاف کو احساسِ کمتری میں مبتلا کر دیا ہے۔'' رضیہ بی کا چہرہ اُتر گیا۔ اچانک نفیسہ کو بھی احساس ہوا کہ اس کے منہ سے وہ بات نکل گئی ہے جو اسے کہنی نہیں چاہیے تھی۔ اس نے فوراً امّی کے گلے میں بانہیں ڈال کر کہا، ''چھوڑو امّی! مجھے بہت بھوک لگی ہے۔ جلدی سے کچھ کھانے کو دو۔'' اس وقت تو بات آئی گئی ہو گئی مگر روز صبح سرد ہوا میں نفیسہ سوئٹر کے بٹن بند کرتی اور پرانی شال کو کس کر لپیٹ لیتی اور چلی جاتی تو ماں کا دل کوئی اندر سے یوں مسل ڈالتا جیسے وہ اب دھڑک نہ سکے گا... وہ سوچ رہی تھیں، نفیسہ کی پہلی تنخواہ میں سے سب سے پہلے اس کے لیے ایک شال اور سوئٹر کا اون آئے گا۔ اب بھی وہ بُن تو سکتی ہیں۔

''امّی! اب میں دوسری کلاس کو پڑھا رہی ہوں۔ ہیڈ مسٹریس اور رام دادا دونوں میرے کام سے بہت خوش ہیں!'' ایک دن نفیسہ نے ماں کو بتلایا۔

''بیٹی! خدا انھیں نیک کام کی جزا دے اور تجھے خوش رکھے۔ تیری خوشی میں میری زندگی ہے۔'' ماں نے درد اور محبت بھرے لہجے میں کہا۔

''امّی! میرے بچے بڑے اچھے ہیں۔ دو تین کے سوا سب ذہین ہیں اور امّی، میرے بچے مجھ سے بہت محبت کرتے

ہیں۔ میری ہر بات مان لیتے ہیں مگر...'' وہ بات کرتے کرتے افسردہ ہوگئی۔

''مگر... وہ کیا بات ہے۔ تو روہانسی کیوں ہورہی ہے؟''

''امّی، ان میں سے بعض بچے بہت غریب ہیں۔ اتنے غریب کہ یونیفارم تک نہیں بنا سکتے۔ کئی لڑکیاں تو پرانے کرتوں پر پھٹے دوپٹے لپیٹ کر آتی ہیں۔''

''ہاں میری بچی...'' ٹھنڈا سالن لے کر ماں نے اپنی سوتی شال بیمار ہڈیوں کے گرد لپیٹ لی۔ ''ابھی ہمارے ہاں بہت غریبی ہے۔''

مہینے کی تیسری تاریخ کو نفیسہ خوش خوش آئی اور ماں کے گلے میں بانہیں ڈال کر سو روپے ان کے قدموں میں رکھ دیے۔

''امّی، رام دادا نے کہا ہے، دو تین مہینے بعد وہ میری تنخواہ بڑھا دیں گے۔'' ماں نے بیٹی کو گلے لگا لیا۔ ''تو سچ مچ میری بیٹی نہیں میرا بیٹا ہے۔ اب جلدی سے بازار جا اور اس میں سے اپنے لیے ایک گرم شال اور دو کرتوں کا کپڑا خرید لائیو۔''

''مگر امّی گھر کا خرچ...؟''

''ارے گھر کا خرچ جیسے آج تک چلا اس مہینے میں بھی چل جائے گا...'' محبت بھری نظروں سے ماں نے بیٹی کو دیکھا اور وہ ہنستی، پنجوں کے بل ناچتی اپنی سہیلی سرلا کے پاس شام کی شاپنگ کا پروگرام بنانے چلی گئی۔

سورج چھپ چکا تھا۔ نفیسہ اب تک واپس نہ آئی تھی۔ رضیہ بی کے دل میں پنکھے لگے ہوئے تھے اور جب نفیسہ نے کئی تھیلے لا کر ماں کے سامنے ڈھیر کر دیے تو انھوں نے غصّے سے کہا، ''اتنی دیر کیوں کر دی؟ میں فکر کے مارے مری جا رہی تھی۔''

''ارے امی! وہ بسوں کا جو چکر تھا۔ آپ تو جانتی ہی ہیں...'' یہ کہہ کر اس نے سب سے اوپر والا تھیلا کھولا اور ایک بڑی سرمئی رنگ کی اونی اور سوتی دھاگے کی مکس بنی شال ماں کے کندھوں پر ڈال دی۔

''امی، ناپسند نہ کیجیے گا... نہیں تو میرا دل ٹوٹ جائے گا۔'' انھوں نے شال کو پھیلا کر دیکھا، چوما اور سر پر ڈال لیا۔ ''بہت اچھی اور گرم ہے۔ اور تیری شال اور سوئٹر؟'' باقی تھیلے نفیسہ نے پلنگ پر اُلٹ دیے۔ بہت سستی گہرے سبز رنگ کی کوئی دو پونڈ اون اور اسی رنگ کا کچھ کھدّر... ''اری یہ کیا اُٹھا لائی؟'' ماں نے کچھ حیرانی اور غصّے سے بیٹی کی طرف دیکھا۔ ''امّی جی! میری کلاس کے کچھ بچے بہت غریب ہیں۔ میں یہ اون اور کھدّر ان کے واسطے لائی ہوں۔ آپ ہی نے تو کہا تھا کہ تیرے پیسے ہیں جیسے چاہو خرچ کرو۔'' اس کی آواز میں خوف بھی تھا اور خوشامد بھی۔

ماں کچھ دیر جوان بیٹی کا منہ تکتی رہی جیسے پہلی بار دیکھ رہی ہو۔ اُمنگوں، آرزوؤں، شوق اور خواہشوں کی یہ عمر اور یہ ایثار! بھرے گلے سے وہ اتنا ہی کہہ سکیں، ''مگر... مگر تیری شال نفیسہ...''

''میری شال؟ ارے پیاری امّی جی! میری اس شال سے زیادہ حسین شال کس کے پاس ہے بھلا۔ دیکھیے۔ اس میں ماتا کا حسن، محبت و خلوص کا رنگ ہے۔ محنت اور جفاکشی کی گرمی ہے اور ماں کی محبت کا تانا بانا۔'' نفیسہ نے اپنی ماں کی پرانی شال کو اپنے گرد لپیٹتے ہوئے زور سے ماں کو بھی لپٹا لیا اور کہا ''میری پیاری امّی۔''

معانی و اشارات

لفظ	معنی	English
تردّد	اندیشہ، پس وپیش، ہچکچاہٹ	Hesitation
چاکری	ملازمت	Low level service
دل بھر آنا	رونے کے قریب ہونا	Fill with sorrow
کھدّر	سوتی کپڑے کی ایک قسم	Cotton cloth
لٹّھا	سوتی کپڑے کی ایک قسم	Cotton cloth
رونا رونا	دکھڑا بیان کرنا، شکوہ کرنا	Complain
بینائی	نظر	Eye sight
دوش	غلطی	Error, blame
قارون کا خزانہ مل جانا	بہت دولت مند ہوجانا	Become very rich
حسرت	پوری نہ ہونے والی آرزو	Unfulfilled wish
ولایتی	غیر ملکی	Foreign
احساسِ کمتری	خود کو دوسروں سے کمتر خیال کرنا	Inferiority complex
چہرہ اُترنا	اُداس ہونا	To be sorrow
جزا	نیکی کا بدلہ	Boon
افسردہ	غمگین، اُداس	Sad
دل میں پنکھے لگے ہونا	دل کا زور زور سے دھڑکنا	Quick heartbeat
ایثار	اپنے فائدے سے دوسرے کے فائدے کو اوّلیت دینا	Selflessness

مشقی سرگرمیاں

سبق کو غور سے پڑھیے اور دی ہوئی سرگرمیاں ہدایت کے مطابق مکمل کیجیے۔

✧ ذیل کی شخصیات سے صالحہ عابد حسین کا رشتہ لکھیے۔

۱۔ الطاف حسین حالؔی ← ______

۲۔ خواجہ غلام السیدین ← ______

۳۔ عابد حسین ← ______

✧ درج ذیل شخصیات کی خصوصیات لکھیے۔

۱۔ نفیسہ کے دادا میر ضامن علی

۲۔ نفیسہ کے والد

✧ ماں کی شال سے متعلق نفیسہ کے بیان سے مناسب لفظ لکھیے۔

✧ نوکری کروانے کے فیصلے کے پیچھے والدہ کی مجبوریاں تحریر کیجیے۔

✧ نفیسہ کے جھک کر بات کرنے کی وجہ بیان کیجیے۔

✧ وقت پر مدد کے بارے میں رضیہ بی کے تاثرات قلمبند کیجیے۔

✧ مصنفہ کے خاندانی تعارف اور ادبی تعارف کے لیے ذیل کے شجری خاکے مکمل کیجیے۔

● مصنفہ کا خاندانی تعارف

- نام ← ______
- شوہر ← ______
- بھائی ← ______
- دادا ← ______

● مصنفہ کا ادبی تعارف

- ناول ← ______ / ______ / ______
- سفرنامہ ← ______ / ______ / ______
- مرتبہ ← ______

✧ نفیسہ کے چپ چپ رہنے، آنکھوں کی چمک مدھم پڑجانے کا سبب لکھیے۔

✧ رضیہ بی کا کنبے برادری والوں کے مقابلے میں رام دادا کا احسان ماننے کی وجہ بیان کیجیے۔

✧ کنول، شکیلہ اور نفیسہ کے مشاہدے اور سوچ میں فرق کی وضاحت کیجیے۔

✧ پہلی تنخواہ سے متعلق رضیہ بی اور نفیسہ کے منصوبے تحریر کیجیے۔

✧ نفیسہ کے مطابق والدہ کی دی ہوئی شال کی خصوصیات قلم بند کیجیے۔

✧ کہانی کے پیغام پر چار سطریں تحریر کیجیے۔

✧ اسکول میں آپ کے ساتھ یا آپ کے ساتھی/سہیلی کے ساتھ ایسا کوئی واقعہ پیش آیا ہو تو اسے مختصراً لکھیے۔

✧ سبق سے اپنی پسند کے چار محاوروں کے لیے انگلش idioms تلاش کر کے لکھیے۔

✧ سبق میں شامل اسم خاص تلاش کیجیے اور انھیں لغوی ترتیب (Alphabetical order) میں تحریر کیجیے۔

✧ درج ذیل جملوں میں خط کشیدہ لفظوں کی جگہ ان کی ضد استعمال کر کے جملے دوبارہ ایسے لکھیے کہ جملے کے معنی تبدیل نہ ہو۔ جیسے:

میرے بچے مجھ سے محبت کرتے ہیں۔

میرے بچے مجھ سے نفرت نہیں کرتے۔

۱۔ امی! ناپسند نہ کیجیے گا۔

۲۔ امی! وہ امیر ہیں۔

۳۔ دونوں میرے کام سے خوش ہیں۔

۴۔ بعض بچے غریب ہیں۔

✧ رواں خاکہ مکمل کیجیے۔

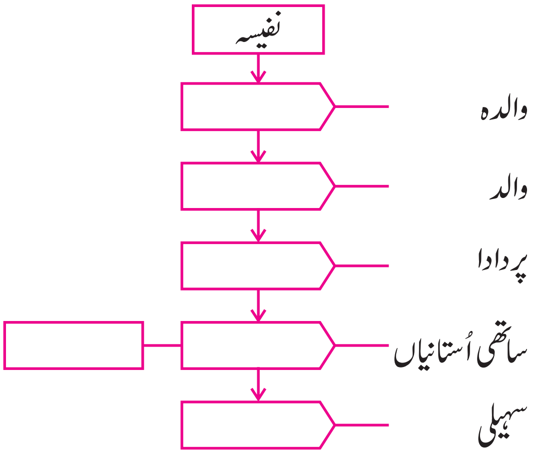

تحریری سرگرمی

’میری ماں‘ اس عنوان پر دس سطروں کا مضمون لکھیے۔

عملی قواعد

امریہ جملہ (Imperative sentence)

آپ یہ جملے پڑھ چکے ہیں، انھیں دوبارہ غور سے پڑھیے۔

۱۔ دیر نہ کرنا۔

۲۔ چھوڑو امّی! مجھے بہت بھوک لگی ہے۔

۳۔ امّی، ناپسند نہ کیجیے گا۔

۴۔ اپنے لیے ایک گرم شال خرید لائیو۔

ان جملوں میں ’دیر نہ کرنا، چھوڑو، ناپسند نہ کیجیے، خرید لائیو‘ سے کسی بات یا کام کا حکم یا التجا کا پتا چل رہا ہے۔ ایسے جملوں میں فعل کی اہمیت ہوتی ہے۔ جس فعل سے کسی بات کا حکم دیا جائے یا درخواست اور نصیحت کی جائے، اس فعل کو امر (order) کہتے ہیں اور جس جملے میں کام کرنے یا نہ کرنے کا حکم دیا جاتا ہے اسے **’امریہ جملہ‘** (imperative sentence) کہتے ہیں۔

بتائیے کہ ذیل کے جملوں میں کون سا امریہ فعل استعمال ہوا ہے۔ (حکم، درخواست، نصیحت، التجا)

۱۔ مجھے بھی کچھ کہنے کا موقع دیجیے۔

۲۔ کیا آپ میری بات سنیں گے؟

۳۔ یہاں سے فوراً چلے جاؤ۔

۴۔ بزرگوں کی عزّت کرو۔